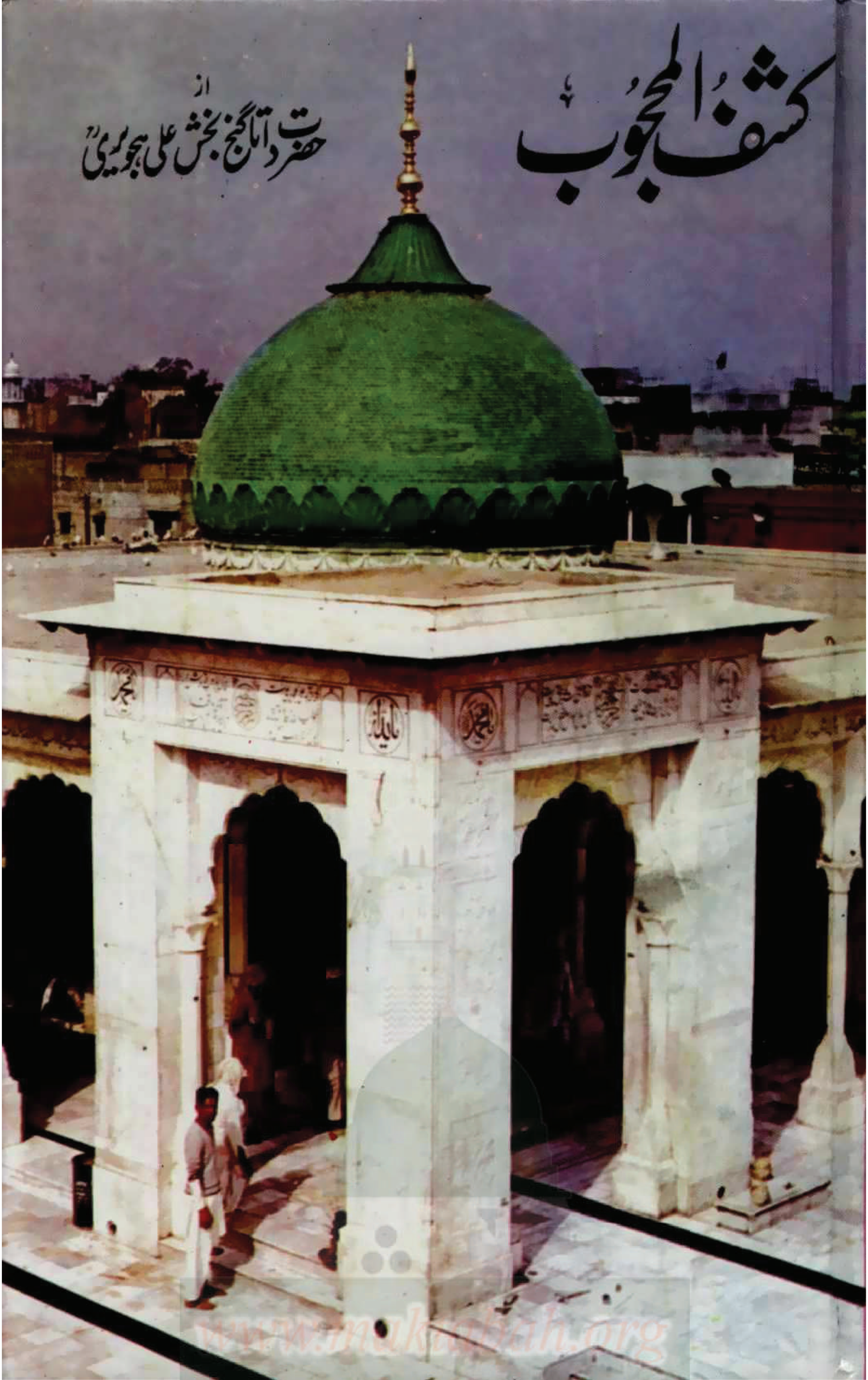
کشف المحجوب

از

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ



کشف المحجوب

مُصنّف

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری داتا گنج بخش

مقدّمہ

حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مُترجم

علامہ فضل الدین گوھر

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی - پاکستان

نام کتاب	کشف المحجوب
مصنف	قطب زماں سید علی بن عثمان الجلابی الہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	حضرت علامہ فضل الدین گوہر
مقدمہ	حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
نظر ثانی	جناب الحاج بشیر حسین ناظم
زیر نگرانی	قاری اشفاق احمد خان
تاریخ اشاعت	جون 2010ء
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ	TF1
قیمت	-/250 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 37221953 فیکس:۔ 042-37238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 042-37225085-37247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-32212011-3263041۔ فیکس:۔ 021-32210212

ذات پاک ہے اگر کوئی بندہ روزی کا سبب بنے تو اس پر نہیں بلکہ رازق مطلق پر نظر ہونی چاہئے اور یہ سمجھنا چاہئے کہ جو کچھ بھی وہ پیش کر رہا ہے وہ باری تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اگر دعوت طعام دینے والا یہ سمجھتا ہو کہ پیش کردہ طعام اس کا اپنا ہے اور وہ ازراہ احسان پیش کر رہا ہے تو قبول نہیں کرنا چاہئے کیونکہ روزی میں کسی کا احسان نہیں اور اہل سنت کے نزدیک روزی غذا ہے اور غذا صرف خدائے عزوجل کی عطا ہے اس کے برعکس معتزلہ سمجھتے ہیں کہ روزی ملکیت کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس قول کا مطلب مجازاً کچھ اور ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ابو یزید طیفور بن عیسیٰ بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

فلک معرفت، ملک محبت ابو یزید طیفور بسطامی مشائخ کبار میں بہت بلند مقام رکھتے تھے حال میں اتنے رفیع اور شان میں اتنے بلند تھے کہ جنید نے فرمایا، "ابو یزید ہمارے اندر وہ مقام رکھتے ہیں جو حضرت جبرئیل فرشتوں میں۔" مجوسی قوم سے تھے اور ان کے والد بسطام کے ایک بزرگ تھے۔ احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان کی روایات بہت بلند اور قابل قدر ہیں۔ وہ اہل طریقت کے دس اماموں میں ایک تھے۔ ان سے قبل اس علم میں کسی کو اتنا تبحر نصیب نہیں ہوا۔ تمام احوال میں محبّ علم اور معظم شریعت تھے۔ گو کچھ لوگوں نے اپنے الحاد کی بناء پر بعض بے کار تعلیمات آپ سے منسوب کر دی ہیں۔ آپ کا قول ہے: "میں نے تیس سال تک مجاہدہ کیا۔ علم اور اس کی متابعت سے زیادہ مشکل کوئی چیز نہیں دیکھی۔ اگر علماء میں اختلاف نہ ہوتا تو میں کچھ بھی نہ کر سکتا۔ اختلاف علماء ایک رحمت ہے بجز توحید و تجرید کے۔" درحقیقت طبع انسانی مائل بہ جہالت ہوتی ہے اور بے علم بہت سے کام جہالت کے باعث بلا تکلف کر گزرتا ہے۔ صاحب علم کوئی چیز بے تکلف نہیں کر پاتا۔ شریعت کی راہ پل صراط سے زیادہ باریک و پرخطر ہے۔ سالک کے لئے ضروری ہے ہر حالت میں ایسی روش پر چلے کہ اگر اعلیٰ مقامات اور رفیع احوال میسر نہ آئیں اور وہ گرے تو دائرہ شریعت میں گرے۔ ہر چیز چھن جائے تو کم از کم شرعی اعمال اس سے نہ چھوٹیں کیونکہ شریعت کے احکام پر عمل چھوڑ دینا مرید کے لئے سب سے بڑا نقصان ہے۔ حالانکہ شریعت پر عامل

ہونے کا دعویٰ بے حقیقت ہوتا ہے اور دعویٰ کرنے والے کے بیان کی قلعی کھل جاتی ہے۔

آپ ہی نے فرمایا، اہل محبت کے نزدیک (خدا کی محبت کے مقابلے میں) بہشت کی کوئی اہمیت نہیں۔ محبت کے مدعی محبت کے پردوں میں محجوب ہوتے ہیں۔ بہشت اگرچہ بہت بڑی چیز ہے مگر مخلوق ہے اور خدا کی محبت خدا کی صفت نامخلوق ہے۔ جو کوئی نامخلوق (محبت خدا) کی بجائے مخلوق (بہشت) کی محبت میں گرفتار رہا اس نے اپنی اہمیت کھو دی۔ مخلوق دوستان حق کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ دوستوں کیلئے دوستی ہی حجاب ہوتی ہے کیونکہ دوستی کے وجود سے خدا اور اپنے درمیان (دوئی) کو تسلیم کرنا پڑتا ہے اور دوئی توحید کے خلاف ہے۔ محبت کی راہ توحید سے توحید کی طرف ہوتی ہے۔ محبت کی راہ میں محبت ہی آفت اور بلا بن جاتی ہے۔ محبت میں مرید اور مراد کی ضرورت ہوتی ہے یا خدا مرید اور بندہ مراد ہو یا خدا مراد اور بندہ مرید ہو۔ اگر خدا مرید اور بندہ مراد ہو تو خدا کی نظر میں بندے کی ہستی ثابت ہو گئی اور اگر بندہ مرید ہو اور مراد طلب وارادت خدا ہو تو آدمی کی اپنی ہستی سد راہ بن جاتی ہے پس محبّ (آدمی) کا محبوب کے لئے فنا ہونا اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ وہ محبت کیلئے فنا ہو۔

کہتے ہیں ابایزید خانہ کعبہ گئے۔ ایک خالی گھر دیکھا۔ سوچا میرا حج نہیں ہوا کیونکہ ایسے پتھر تو میں بہت دیکھ چکا ہوں۔ دوسری بار گئے تو گھر بھی دیکھا اور گھر کے مالک کو بھی دیکھا۔ یہی سوچا کہ میرا حج نہیں ہوا کیونکہ یہ حقیقت توحید کے خلاف ہے۔ تیسری بار پھر گئے۔ صرف گھر کے مالک کو دیکھا گھر غائب تھا۔ دل نے آواز دی: ''اے ابویزید! اگر اپنے آپ کو نہ دیکھتے تو مشرک نہ ہوتے چاہے سارے عالم پر تمہاری نظر ہوتی۔ تم مشرک ہو۔ کیونکہ تمہاری نظر اپنی ذات پر ہے گو سارے عالم کو نظر انداز کر رکھا ہے۔'' ابویزید فرماتے ہیں: میں نے توبہ کی۔ توبہ سے بھی توبہ کی اور پھر اپنی ذات کو دیکھنے سے توبہ کی۔ یہ چیز ابویزید کی صحت حال سے متعلق ایک لطیف نکتہ ہے اور صاحبان حال کے لئے ایک عمدہ دلیل۔

ابوعبداللہ حارث بن اسد محاسبی رحمۃ اللہ علیہ

ابوعبداللہ، اصول وفروع کے عالم تھے اور اپنے زمانے میں اہل علم کے لئے مرجع

خاص تھے۔ اصول تصوف پر ان کی مشہور کتاب "رغائب" ہے۔ اس کے علاوہ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ ہر فن میں عالی حال اور بزرگ ہمت تھے۔ بغداد کے شیخ المشائخ تھے۔ ان کا قول ہے، العلم بحركات القلوب فی مطالعة الغيوب أشرف من العمل بحركات الجوارح "مطالعہ غیوب کے معاملے میں حرکات دل کا علم ہاتھ پاؤں کے عمل سے بہتر ہے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ علم محل کمال ہے اور جہل محل طلب۔ خدا کے ہاں علم جہالت سے بدرجہا بہتر ہے۔ علم انسان کو درجہ کمال پر پہنچاتا ہے اور جہل آستان کی باریابی سے بھی محروم کر دیتا ہے۔ علم کا مقام عمل سے بھی بلند تر ہے۔ کیونکہ خداوند عز وجل کو صرف علم سے پہچان سکتے ہیں۔ محض عمل سے نہیں پا سکتے۔ اگر عمل بدون علم کارگر ہوتا تو عیسائی اور رہبانیت کے علم بردار شدت مجاہدہ سے مقام مشاہدہ حاصل کر لیتے اور عاصی ایمان دار مبتلائے مغائبہ رہتے عمل بندہ کی صفت ہے اور علم خدا کی۔

بعض راویوں کو مغالطہ ہوا ہے وہ دونوں جگہ عمل پڑھتے ہیں: العمل بحركات القلوب أشرف من العمل بحركات الجوارح یہ محال ہے۔ عمل انسانی حرکات دل سے عبارت نہیں ہوتا۔ اگر مراد فکر و مراقبہ باطن سے ہے تو یہ کوئی جدت نہیں کیونکہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا: تفكر ساعة خير من عبادة سنة(1) "ایک لمحہ فکر یہ برسوں کی بندگی سے بہتر ہے۔" فی الحقیقت روحانی عمل جسمانی عمل سے بلند تر ہوتا ہے اور اندرونی احساسات و اعمال کا اثر بیرونی اعمال سے کہیں زیادہ مکمل ہوتا ہے۔ اسی واسطے کہا جاتا ہے: نوم العالم عبادة وسهر الجاهل معصية "صاحب دل کے قلب پر خدا کی حکمرانی ہوتی ہے چاہے وہ سو رہا ہو چاہے بیدار ہو اور جب دل محکوم حق ہو تو جسم از خود محکوم ہوتا ہے۔ غلبہ حق سے مغلوب دل حرکات ظاہر پر غالب نفس سے بہتر ہے"۔

مشہور ہے کہ آپ نے ایک درویش سے کہا کن لله والا فلا تكن "یا خدا کا ہو کر رہ یا کچھ بھی نہ رہ" یعنی یا باقی بالحق ہو یا اپنی ذات سے فنا ہو جا۔ یا صفوت سے جمعیت خاطر

1۔ الفوائد المجموعہ

حاصل کر یا فقر میں پرگندہ ہو جا۔ یا اس بات کا اہل بن کر رہ کہ باری تعالیٰ نے فرمایا، اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ (البقرہ:34) "اے فرشتو! آدم کو سجدہ کرو۔" یا اس روش پر جی کہ باری تعالیٰ نے فرمایا، هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ۝ (الدہر) "کیا انسان پر ایسا وقت نہیں گزرا جب وہ کسی قابل بھی نہیں تھا۔" اگر برضا و رغبت اپنے آپ کو سپرد خدا کر دے تو روز قیامت تیرا حشر تیرے اپنے ہاتھ ہوگا ورنہ حاکم حشر کے ہاتھ۔ یہ نکتہ بہت نازک ہے۔ واللہ اعلم

ابوسلیمان داؤد بن نصیر طائی رحمۃ اللہ علیہ

مشائخ کبار اور اہل تصوف کے سرداروں میں سے تھے۔ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید اور طریقت میں حبیب راعی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ فضیل اور ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کے ہم عصر تھے۔ ہر علم وفن کے ماہر اور فقہ میں فقیہ الفقہاء تھے مگر گوشہ نشینی اختیار کی اور مال و دولت سے روگرداں ہو کر زہد و تقویٰ کا دامن تھام لیا۔ کہتے ہیں۔ آپ نے اپنے ایک مرید سے فرمایا۔ إن اردت السلامة سلم على الدنيا وإن أردت الكرامة كبر على الآخرة "خیریت درکار ہے تو دنیا کو خیر باد کہو۔ کرامت کی ضرورت ہے تو عقبیٰ سے دست بردار ہو جاؤ۔" یہ دونوں مقامات حجاب ہیں۔ ہر فراغت کا راز اسی قول میں مضمر ہے۔ جسمانی راحت دنیا سے روگرداں ہونے میں ہے اور دل کا سکون عقبیٰ کی ہوس سے ہاتھ دھو لینے میں ہے۔ مشہور ہے کہ محمد بن حسن سے بے تکلف ملتے تھے مگر ابو یوسف قاضی سے پرہیز کرتے تھے۔ کسی نے پوچھا حضرت! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا محمد بن حسن مال و دولت میں کھیلتا تھا اس نے علم دین حاصل کیا اور اس علم کی بدولت اس کی قدر و منزلت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ اس کے برعکس ابو یوسف فقیر تھا۔ علم حاصل کیا اور اس کے طفیل جاہ و مرتبہ پایا۔

معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر دنیا سے بیزار کسی کو نہیں پایا دنیا اور اہل دنیا ان کی نظر میں ہیچ تھے۔ ان کو فقراء سے شکستہ